31

احمدیہ بیت الذکر لندن سے فائدہ اٹھانے کا زریں موقعہ

(فرمودہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے ایک دفعہ پہلے بھی مسجد لندن کے افتتاح کے متعلق ذکر کیا تھا اور آج اس کے ایک اور پہلو کے متعلق جماعت کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اس تقریب اور اس شاندار افتتاح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک تہلکہ اور زلزلہ برپا کر دیا ہے اور ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور اس کی طرف تمام دنیا کی نگاہیں اٹھا دی ہیں۔ اس سے پہلے ایسی شاندار تقریب کبھی انگلستان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے اخباروں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ انگلستان میں اس قسم کا عظیم الشان نظارہ عیسائی مذہب کی تقریب پر بھی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

یہ ان لوگوں کی آواز ہے جو انگلستان کے عیسائی ہیں ایک تو وہ لوگ انگلستان کے رہنے والے پھر عیسائی اور عیسائی بھی پختہ اور اس کے ساتھ متعصب اور قومی تعصب میں بھی تمام دنیا کے عیسائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس تعصب کے باعث کبھی کوئی عجیب بات کسی اور قوم کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے۔ باوجود ان باتوں کے پھر ولایت کے بڑے بڑے اخبار والوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کبھی کوئی ایسا شاندار اجتماع اور اس قدر دلچسپی رکھنے والی تقریب اس سے پہلے انگلستان میں نظر نہیں آتی۔ یہاں تک کہ ایک بہت بڑے اخبار والے نے اس حد تک بھی لکھا ہے۔ کہ یہ شاندار اجتماع اس بات کو ثابت کر رہا تھا اور دلوں میں ایک گہری خلش پیدا کر رہا تھا کہ اب انگلستان کو عیسائی مذہب کے علاوہ اور مذاہب میں بھی سچائی تلاش کرنی چاہئے۔

یہ وہ ہوا ہے جس سے ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ اب انگلستان کے خیالات کس طرف جا

رہے ہیں۔ پھر صرف انگلستان میں ہی اس افتتاح کا چرچا نہیں بلکہ تمام ملکوں اور تمام زبانوں میں اس واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور تمام دنیا کے خیالات میں یک لخت عجیب تغیر پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ آج ہی جدہ سے ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں ہم سلسلہ کی کتب لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیتے تھے۔ لیکن لوگ کبھی اس طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ کبھی کتابیں ہی پڑھتے تھے۔ لیکن اب ہمارے گھروں میں آ آکر لٹریچر مانگتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں سلسلہ کی طرف رغبت پیدا ہو رہی ہے۔

اور ضرور ہے کہ یہ غیر معمولی اور عالمگیر رغبت اپنا رنگ لائے کیونکہ جب لوگ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ شروع کریں گے اور ہماری باتیں توجہ سے سنیں گے تو ان کی خوشبو خود بخود ان کو متوالا کرے گی۔ کوئی چیز اس وقت تک لوگوں کو اپنی طرف نہیں کھینچتی جب تک لوگ اپنی آنکھوں کو بند رکھتے ہیں اور وہ چیز پردہ اخفا میں رہتی ہے۔ لیکن جب لوگ اس چیز کو کھولتے ہیں یا وہ خود ظاہر ہوتی ہے تو اس کی خوشبو دلوں کو مائل کرتی چلی جاتی ہے اور لوگ شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

جب اس افتتاح مسجد کی تقریب سے نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں سلسلہ کی طرف ایک زبردست رو چلنی شروع ہوئی تو اب ہمارے لئے اس عذر کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ لوگ توجہ نہیں کرتے بلکہ اب سوال یہ باقی ہے کہ ہم ان کی توجہ سے فائدہ اٹھائیں اور کس طرح اٹھائیں۔

دنیا میں کسی قوم کے غالب آنے کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ اس کا رعب دلوں میں بیٹھ جائے۔ جب رعب دلوں میں بیٹھ جائے تو اس کے بعد دنیا کو فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رعب وہ چیز ہے جو اصل طاقت و قوت سے بھی بہت زیادہ مفید ہے۔ دیکھو رسول کریم ﷺ نے جن چند باتوں پر فخر کیا ہے ان میں سے ایک رعب ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میری نصرت رعب سے ہوئی ہے دور دراز کے فاصلہ پر بھی دشمن کے دل میرے خوف اور رعب سے کانپ رہے ہیں۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا **نُصِرْتُ بِالْجُنْدِ** کہ لشکروں کے ساتھ مجھے نصرت دی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ دنیا میں جو اثر رعب کرتا ہے۔ وہ دنیا کی کوئی اور طاقت نہیں کرتی۔ لشکر وہ اثر نہیں کرتے جو رعب کرتا ہے۔ اور قوت و طاقت وہ نتائج نہیں پیدا کرتی جو رعب پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ رعب خیالات کو منتشر کر دیتا ہے اور تمام طاقتوں کو کمزور اور پراگندہ کر دیتا ہے۔ پس رعب کا دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پنجاب میں ایک لطیفہ مشہور ہے۔ جو بظاہر تو لطیفہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے مگر اس میں

بڑی سچائی مخفی ہے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ چوہوں نے مشورہ کیا کہ یہ بلی جو ہر روز ہمیں تنگ کرتی ہے۔ اس کا کوئی علاج کرنا چاہئے۔ آخر یہ ہے تو ایک ہی اور اس کے مقابل ہم کافی تعداد میں ہیں۔ ہم اگر سارے مل کر اس کا مقابلہ کریں اور اسے پکڑ کر ایک دفعہ اس کا فیصلہ کر دیں تو وہ ایک ہمارے مقابلہ میں کیا کر سکتی ہے اور کہاں تک ہمیں مارے گی۔ کسی نے کہا کہ میں اس کی ٹانگ پکڑ لوں گا۔ کسی نے کہا میں اس کی دوسری ٹانگ پکڑ لوں گا۔ ایک نے کہا میں اس کا منہ پکڑ لوں گا۔ غرض اس طرح انہوں نے اپنے حصہ بلی کے پکڑنے کے لئے ایک کام لے لیا اور خیال کیا کہ بس اب بلی ماری گئی۔ ہم جب سارے مل کر کام کریں گے تو اس کے مارے جانے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اور بظاہر یہ درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ میں بلی کو مارنا چاہیں تو اس طرح وہ ضرور اسے مار سکتے ہیں۔ لیکن جو چیز انہوں نے نہیں سوچی تھی وہ بلی کا رعب تھا۔ اس اکیلی کا رعب اپنے اندر اس قدر طاقت رکھتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں ہزاروں چوہوں کی طاقت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اسی وجہ سے جو ان میں سے دانا تھا اس نے بھی یہی کہا کہ بے شک تم سب مل کر اسے پکڑ لو گے لیکن یہ تو پہلے بتاؤ کہ اس کی میاؤں کو کون پکڑے گا۔ کیونکہ جب وہ ابھی میاؤں ہی کرے گی تو نہ تمہارے ہاتھوں میں طاقت رہے گی نہ تمہارے پاؤں میں طاقت رہے گی۔ تو یہ لطیفہ درحقیقت اس بات کے بیان کرنے کے لئے بطور مثال بنایا گیا ہے کہ جو کام رعب دنیا میں کرتا ہے وہ طاقت اور قوت نہیں کر سکتی۔ اس لئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا رعب دلوں پر بٹھا دیا گیا ہے اب جہاں میں جاتا ہوں دشمن کا دل کانپ اٹھتا ہے اور وہ اپنی طاقت کو بھول جاتا ہے۔ اس کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ میرے سامنے ایک بچہ کی حیثیت میں ہو جاتا ہے۔

پس پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ غالب آنے والی قوم کو دیتا ہے وہ رعب ہے۔ اس قوم کو رعب دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر چیز پر غالب ہوتے چلے جاتے ہیں اور کوئی چیز ان کے مقابلہ پر نہیں ٹھہرتی۔

اب دیکھو ایک پولیس مین کے آنے پر یا ایک معمولی افسر کے آنے پر سب پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اکیلا ہوتا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ اس کے پیچھے حکومت کا رعب ہوتا ہے۔ تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ہمارے لئے ایسے سامان تو پیدا کر دیئے ہیں کہ جس سے سلسلہ کا رعب قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ یورپ کے لوگوں نے بھی اس بات کو لکھا ہے کہ امیر فیصل کے روکنے کی یہ وجہ بھی ہے کہ دوسرے مسلمانوں کے دل اس بات کو دیکھ کر جل گئے ہیں کہ وہ باوجود

تعداد اور مال میں ہماری نسبت کروڑوں درجہ زیادہ ہونے کے پھر اس کام میں کامیاب نہ ہو سکے جس میں ایک چھوٹی سی جماعت کامیاب ہو گئی ہے۔ ادھر یہی خیال ان کے لئے محرک ہوا کہ چلو اس جگہ کو بھی چل کر دیکھیں کہ جس کے افتتاح کے لئے امیر فیصل مکہ سے چل کر آیا اور پھر مذہبی حساد کے روکنے کی وجہ سے اس تقریب سے رک گیا۔ اور در حقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی مسجد کسی انسان کی مرہون منت ہو۔ بلکہ اس کے شاندار افتتاح اور اس کی عظمت و شہرت کے سامان اللہ تعالیٰ نے خود ہی پیدا کر دیئے ہیں۔

چنانچہ بعض اخباروں میں تین تین دن تک افتتاح کی خبروں کا تانتا لگا رہا۔ یورپ کے اخباروں کی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک ایک خبر کے شائع کرنے میں سبقت کرنے کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اور پھر ایک دفعہ شائع ہونے کے بعد دوسری دفعہ وہ کبھی شائع نہیں کرتے۔ اور اگر کسی وجہ سے کسی اور اخبار کے ذریعہ وہ خبر پہلے شائع ہو جائے۔ تب بھی اسے شائع نہیں کرتے۔ لیکن افتتاح مسجد کے متعلق ولایت کے ایک ایک اخبار مثلاً ٹائمز جیسے اخبار نے بھی تین دن متواتر خبریں درج کیں۔ اور یہ نہیں خیال کیا کہ اب یہ خبر پرانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگلستان کے ہر گھر میں مسجد کے متعلق ایک شور پڑا ہوا ہے اور چرچا ہو رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر رعب اور عزت جو سلسلہ کو بخشی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی کیا صورت ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اب جوش پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیم کا مطالعہ کریں اور مسلمانوں سے ملیں۔ ان کی مذہبی حالت ان کی دینی حالت کے متعلق دریافت کریں۔ لیکن اگر ہمارے پاس اس کام کے لئے کافی لٹریچر نہ ہو جو ان کے ان جذبات کو جو ان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ٹھنڈا کرے۔ تو وہ ضرور پھر دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور ان کے پاس جائیں گے۔ اور اس طرح گویا ہماری تمام محنت اور لاکھوں روپیہ کا خرچ بالکل ضائع چلا جائے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب ہماری جماعت کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

ایک تو پہلے میرے ہی وہاں جانے سے ان کے اندر زبردست ہیجان پیدا ہو چکا تھا کیونکہ وہ لوگ تو مسیح کا نائب پوپ کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھتے تھے ان کو یہ کہاں معلوم تھا کہ ایک اور مسیح بھی مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے۔ جس کا نائب ہمارے ملک میں آئے گا۔ اس لئے پہلے تو میرے وہاں جانے نے ان کے اندر ایک بہت بڑا ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کثرت سے انہوں نے ہمارے فوٹو لئے کہ ہم تھک جاتے تھے۔ پھر بڑی بڑی اخباروں کے نمائندے ملنے کے لئے آتے

تھے اور ہمارے متعلق متواتر اخباروں میں اس کثرت کے ساتھ ذکر ہوتا رہا کہ ایک نمائندہ نے ہمارے ایک دوست کو کہا کہ آپ اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آپ کو یہاں کس قدر عزت ملی ہے۔ آپ کے خلیفہ کی آمد پر اس کے متعلق اخباروں میں چھ چھ سات سات دفعہ حالات شائع ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہاں بڑے سے بڑے بادشاہ کا بھی سوائے ایک دو دفعہ کے اخبار میں ذکر نہیں ہوتا۔ تو ایک میرا وہاں جانا خود ایک ایسی تحریک تھی جس سے ان کے طبائع میں ایک جوش پیدا ہو چکا تھا پھر امیر فیصل والا معاملہ درمیان میں آگیا جس سے سلسلہ کی شہرت ہوئی۔ اور پھر باوجود اس کے رک جانے کے ایسے شاندار افتتاح کا ہونا جس سے نہ صرف انگلستان میں بلکہ تمام دنیا میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔ اس نے اور بھی ان لوگوں کے دلوں میں غیر معمولی رغبت اسلام کی طرف پیدا کر دی ہے۔ غرض تھوڑے سے روپیہ کے خرچ کرنے سے اتنی عظیم الشان لہر کا پیدا ہو جانا ایک ایسی بات ہے کہ اب اگر ہماری غفلت سے یہ تحریک ٹھنڈی پڑ جائے اور اس کے مفید نتائج نہ نکلیں تو پھر شائد کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرنے سے اس قسم کی تحریک نہ پیدا ہو سکے۔

جب تک میلان نہ ہو تب تک اشتہار دینا بھی کچھ کام نہیں دیتا۔ اس لئے ان حالات کے ہوتے ہوئے اب ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری طرف سے سلسلہ کا لٹریچر ایسے رنگ میں شائع ہو کہ جس سے ان لوگوں کو سلسلہ کی طرف پورے زور سے توجہ پیدا ہو۔ اور ان تک لٹریچر پہنچانے کا یہی طریق ہے کہ انگریزی دان دوست انگریزی میں مضامین لکھنے کی طرف توجہ کریں۔ میں نے بہت سے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی لیکن افسوس کہ سوائے ایک دو دوستوں کے اور کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔

یہ خیال کرنا کہ انگلستان کے مبلغ ہی مضامین بھی لکھیں گے۔ لوگوں کو بھی ملیں گے۔ ملاقاتیں بھی کریں گے۔ سوسائیٹیوں میں بھی شامل ہوں گے۔ لیکچر بھی دیں گے۔ اور رپورٹیں بھی یہاں بھیجیں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ پدی آسمان کو سر پر اٹھائے یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی آدمی حساب کتاب بھی رکھے۔ رپورٹیں بھی بھیجے۔ لیکچر بھی دے اور سوسائیٹیوں میں بھی شامل ہو۔ ملاقاتیں بھی کرے اور ہر وقت مکان پر بھی موجود رہے۔ اور پھر مضامین بھی لکھے۔ حالانکہ صرف ملاقات کرنا ہی ایک ایسا کام ہے۔ کہ جس پر بعض دفعہ دو دو تین تین گھنٹے صرف ہو سکتے ہیں اور ملاقات میں ناممکن ہے کہ ایک شخص جو دور سے گھر پر ملاقات کے لئے آیا ہے اسے چند منٹ مل کر وہیں چھوڑ دے اور دوسرے کاموں میں لگ جائے اور پھر باقی کاموں میں سے بھی کوئی

ایسا کام نہیں جسے وہ چھوڑ سکیں مثلاً یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ سوسائیٹیوں میں جانا چھوڑ دیں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ لیکچر چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ بچوں کو یا اور نو مسلموں کو پڑھانا چھوڑ دیں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ ملاقاتیں چھوڑ دیں۔ ہاں اگر ہو سکتا ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ ریویو کے کام کی تخفیف ان سے کی جائے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دوست ریویو میں اعلیٰ درجہ کے مضامین نکالیں تو ان کا ہاتھ بٹ جائے گا۔ کیونکہ کم از کم ہماری جماعت میں ایک سو انگریزی دان دوست ہیں۔ جن میں ہر آدمی بھی اگر تین صفحہ کا مضمون بھی سال بھر میں لکھے تو دو سال تک صرف ان کے ہی مضامین سے اخبار چل سکتا ہے۔ اگر نصف بھی سمجھ لیں اور تین ماہ پانچ صفحہ کا مضمون لکھیں۔ تب بھی ریویو کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اور ایسا مضمون جسے تین ماہ میں بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا جائے نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی مضمون تیار ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً ہزار صفحہ میں سے اگر ۴۰۰ صفحہ بھی چھانٹ لیا جائے تو وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے مضامین ہوں گے۔ یورپ کے لوگوں میں یہ قاعدہ ہے کہ وہ ہر مضمون نہیں چھاپ دیتے۔ پس جب تک ریویو میں اس قسم کے اعلیٰ مضامین نہ نکلیں جو اسلام کے تمدن اسلام کے اخلاق اور اسلام کی سیاست اور مدنیت غرض اس کے مختلف شعبوں کے متعلق ہوں تب تک اسلام کا رعب یورپ میں قائم نہیں رہ سکتا اور اسلام نہیں پھیل سکتا۔

اور جو انگریزی نہیں جانتے وہ دو طرح سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایک تو اسلام کی مالی خدمت میں پہلے سے زیادہ باقاعدہ ہو جائیں۔ اگر صرف باقاعدگی اور اخلاص کے ساتھ فرض ادا کریں تو بھی بہت بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

اور جو لوگ کہ سست بیٹھے ہوئے ہیں اور بجائے کام کرنے کے دوسروں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں وہ سست بیٹھنا اور اعتراض کرنا چھوڑ دیں اور اس کی بجائے دعاؤں کے ساتھ کام لیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ زیادہ تر اعتراض کرنے والے ہی کام میں سست ہوتے ہیں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ اعتراض کرنے والا سلسلہ کی پورے طور پر خدمت بجا لاتا ہو۔ آج تک ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی کہ معترض کو کام کرنے کی توفیق ملی ہو۔ کیونکہ اعتراض کرنے والے کے دل میں محبت اور اخلاص نہیں ہوتا۔ اور محبت اور اخلاص کے ہوتے ہوئے کبھی اعتراض نہیں پیدا ہوتے۔

پھر تجربہ یہ بھی بتاتا ہے کہ جب کبھی بھی اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ تو سلسلہ کی تباہی ہوتی ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے اخلاص اور ہمدردی سے اعتراض کیا ہے۔ یہ بھی بالکل غلط

طریق ہے۔ اس سے نہ کبھی اصلاح ہوئی اور نہ ہو گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کسی کو جوتے مارے اور کہے میری غرض تو اس سے تمہاری عزت پیدا کرنا ہے۔ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ سلسلہ کے کاموں اور مرکزی کاموں کے لئے محبت و اخلاص بھی ہو اور پھر اعتراض بھی کرتے چلے جائیں۔ پس بجائے اعتراضات میں طاقتیں خرچ کرنے کے خدمت دین میں اپنی طاقتیں خرچ کرو۔

دوسرا ذریعہ مدد کرنے کا یہ ہے کہ اپنے دلوں میں خشیت پیدا کر کے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں کہ ان موجودہ تغیرات کو ہمارے لئے مفید کرے۔ یہ دو طریق ہیں جن سے جماعت کے دوست مدد کر سکتے ہیں۔

یاد رکھو کہ سست اور نکمے معترض جماعت اور سلسلہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کی غفلت کا بوجھ ان کی ہی گردن پر ہو گا۔ یہ کبھی نہیں ہو گا کہ کام کرنے والوں کے انعامات اور اجر ان کو دیئے جائیں۔ بلکہ وہی لوگ نعمتوں کے وارث ہوں گے۔ جو سچے طور پر دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خود تو غفلتوں میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کام کرنے والوں پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے دھتکارے جائیں گے۔ بعد اس کے کہ ان کو بلایا گیا تھا۔ اور وہ مارے جائیں گے بعد اس کے کہ وہ زندہ کئے گئے تھے۔ آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سچا تقویٰ اور اخلاص عطا کرے۔ اور ہر قسم کی ٹھوکروں اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔

میں ایک جنازہ بھی پڑھوں گا جو ہماری جماعت کے مولوی محمد امیر صاحب کے نوجوان بیٹے تھے۔ اور پروفیسر عطاء الرحمان صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ وہ جہاں فوت ہوئے ہیں۔ صرف مولوی صاحب ہی ان کا جنازہ پڑھانے والے تھے۔

(الفضل ۷ دسمبر ۱۹۲۶ء)